بدھ | 3۔ دسمبر 1997ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
CPL 61
فون 213029
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 270 | بدھ 3 شعبان۔ 1418ھ 3 فتح 1376ھش 3 دسمبر 1997ء

محترم مولانا بشیر احمد خان رفیق صاحب کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن بذریعہ فیکس اطلاع دیتے ہیں۔
محترم مولانا بشیر احمد خان صاحب رفیق کی صحت کے بارہ میں تازہ اطلاع کے مطابق تین چار روز تک شدید تشویش کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتری کے کچھ آثار نظر آئے ہیں۔ اگرچہ ابھی تک Cardiac Support جاری ہے اور انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں ہیں لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ جو اس سے پہلے برقی جھٹکوں کے باوجود کام نہیں کر رہا تھا۔ انہوں نے چند بار آنکھیں بھی کھولی ہیں لیکن پھر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس کیفیت کے پیش نظر خاص دعاؤں کی شدید ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے انہیں کامل صحت عطا فرمائے اور بابرکت لمبی زندگی سے نوازے آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ حاذق طبیب بھی دس دن کے بعد اگر دوا فائدہ نہ کرے تو اپنے علاج سے رجوع کر لیتے ہیں۔ یہاں ناکامی پر ناکامی ہوتی جاتی ہے اور اس سے رجوع نہیں کرتے۔ اگر خدا نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر بے شک ترقی کر لیں گے۔ لیکن جبکہ خدا ہے اور ضرور ہے پھر اس کو چھوڑ کر کبھی ترقی نہیں کر سکتے اس کی بے عزتی کر کے، اس کی کتاب کی بے ادبی کر کے چاہتے ہیں کہ کامیاب ہوں اور قوم بن جاوے، کبھی نہیں۔

ہماری رائے تو یہی ہے جس کو آنکھیں دیکھتی ہیں۔ ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں۔ اگر ہم ان باتوں کو ان دنیا پرستوں کی مجلس میں بیان کریں، تو وہ ہنسی میں اڑا دیں، مگر ہم کو رحم آتا ہے کہ افسوس یہ لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے جو ہم دیکھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 411)

جس کام پر صاحب ایمان کو مقرر کیا جائے وہ اسے بجا لائے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

مثنوی والے کہتے ہیں کہ چوہا اونٹ کی مہار پکڑ کر ادھر لے جاتا ہے جدھر اونٹ جا رہا ہو۔ لیکن، اگر اونٹ ادھر نہ جانا چاہتا ہو تو آدمی بھی ادھر مشکل سے لے جا سکتا ہے اسی طرح اگر ایک انسان خدا کے نائب کے ہاتھ پر بیعت کر کے ادھر نہ چلے۔ جدھر چلانا اس کو مقصد ہے۔ اور اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کرے۔ تو اس کی باگ خدا کے ہاتھ میں نہیں۔ بلکہ اس کے نفس کے ہاتھ میں ہے۔ خدا کے ہاتھ میں اس کی باگ تبھی ہوگی۔ جب خدا کے منشاء کو پورا کریگا۔ اور جدھر کو اس کو کھینچا جائے۔ کھنچتا چلا جائے۔ جب تک یہ نہیں۔ دعوئ بیعت باطل ہے۔

افسوس! حریت کے غلط معنے سمجھنے کی وجہ سے جماعت کے بعض لوگوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ جب ان کو کوئی کام سپرد کیا جاتا ہے تو بعض تو کہتے ہیں۔ ہم اس کام کے قابل نہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ ہمیں اس کام سے مناسبت نہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ کام ہماری طبیعت کے مخالف ہے۔ حالانکہ ان کا یہ قول و فعل ان کی بیعت کے مخالف۔ ان کے ایمان کے مخالف۔ ان کے اس یقین کے مخالف ہے جس کے وہ مدعی ہیں۔ بیعت کے بعد تو مشکل سے مشکل کام پر ان کو لگایا جائے گا۔ اور ان کا فرض ہوگا کہ وہ اس کام کو بجا لائیں۔

اگر یہ نہ ہو۔ اور ہر شخص مشکل سے جی چرائے تو پھر مشکل کاموں کو کون کرے۔ اور پھر وہ حصہ خالی رہ جائے۔ جنگ میں کوئی پہلی لائن میں نہ جائے۔ دنیاوی معاملات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ افسر جہاں کھڑا کرتا ہے وہاں کھڑے ہونا پڑتا ہے۔ اور افسر کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ (دینی) طریق میں استعفیٰ کا کوئی طریق نہیں۔ دنیاوی جنگوں کے موقع پر بھی اگر کوئی شخص استعفیٰ پیش کرے۔ تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔ حریت کا دعوئ کرنے والی قومیں جو ذرا ذرا سی بات پر سٹرائیک کر دیتی ہیں۔ جنگ کے موقع پر کوئی استعفیٰ نہیں دیتیں۔ وہ فلسفی حکومتیں جن میں ہر شخص مرضی کا مالک کہا جاتا ہے۔ ان میں جنگ کے موقع پر کوئی سپاہی استعفیٰ نہیں دیتا۔ اس وقت میں حریت کے دلدادے بھی اس خیال کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور کوئی استعفیٰ وغیرہ نہیں رہتا۔ تو دینی حکومت جس میں پہلے ہی یہ قانون نہ تھا اس میں کیسے اب ہو سکتا ہے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ گناہ کرتا ہے۔ (صاحب ایمان) کا فرض ہے کہ اسے جس کام پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کو بجا لائے۔ اس سے یہ نہیں سنا جا سکتا ہے کہ اس کو اس کام سے لگاؤ نہیں۔ اور وہ اس کام کا اہل نہیں۔ اگر فی الواقعہ وہ اہل

باقی صفحہ 7 پر

نکاح

○ عزیزہ نبیلہ شاہد صاحبہ بنت مکرم سلطان احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ حال نظارت اشاعت کے نکاح کا اعلان عزیز مکرم رانا محمد ایوب خان صاحب ابن مکرم رانا عبد العزیز خان صاحب حسن آباد ملتان کے ساتھ مورخہ 29-11-97 کو مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بوقت عصر بیت المبارک میں مبلغ چالیس ہزار روپے حق مہر پر فرمایا اور رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کروائی۔

عزیزہ نبیلہ شاہد مکرم میاں محمد دین صاحب (وفات یافتہ) آف مانگٹ اونچا رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پڑپوتی ہے۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم میاں عارف محمد صاحب بہاولپوری حال سکنہ فیکٹری ایریا ربوہ، بقضائے الٰہی مورخہ 23-11-97 کو وفات پا گئے۔ موصوف مکرم مظفر محمود احمد صاحب مربی سلسلہ سپین کے والد اور مکرم میاں اقبال احمد ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راجن پور کے سسر تھے۔ جنازہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المبارک میں مورخہ 24-11-97 بعد ظہر پڑھایا بوجہ موصی بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم نور الحق تنویر صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے دعا کروائی۔

موصوف نے ایک بیوہ چھ بیٹے چار بیٹیاں چھوڑے ہیں احباب جماعت سے موصوف کی بلندی درجات کیلئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم میاں قمر احمد صاحب جائنٹ ڈائریکٹر پنجاب لیبر ڈیپارٹمنٹ ابن مکرم میاں محمد عبد اللہ صاحب کچھ عرصہ سے دل کی تکلیف سے صاحب فراش ہیں اور اب ڈاکٹرز نے اینجیوگرافی تجویز کی ہے۔ آپ حضرت مولوی محمد دین صاحب (وفات یافتہ) صدر۔ صدر انجمن احمدیہ کے پوتے ہیں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے

○ مکرم چوہدری ظفر ممتاز صاحب دار الصدر غربی ربوہ کا اسلام آباد میں ایک اپریشن ہو رہا ہے۔ اپریشن کے کامیاب ہونے اور کامل شفایابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو، متقی بنو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

3 فتح 1376 ہش — 3 دسمبر 1997ء

نیکیوں کو عادت بنائیں

عادتیں اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی۔ دراصل عادت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان کوئی کام کرتا ہے اور کرتا ہی رہتا ہے اور اسے کسی کام کے کرنے کے لئے یاد دلانے کی ضرورت نہیں پڑتی اور وہ بھی کوئی ایسی کوشش کا محتاج نہیں ہوتا کہ جو اس پر بوجھ بنے۔ بس وہ کام کرتا ہے اور جیسے از خود وہ کام ہوتا چلا جاتا ہے۔ اچھی عادتیں بھی ہوتی ہیں اور بری بھی۔ خدانخواستہ جھوٹ کی عادت پڑ جائے تو انسان جھوٹ بولنے لگتا ہے اور بعض اوقات ارادہ نہ ہونے کے باوجود وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں لیکن اسے عادت پڑ جاتی ہے۔ نیک کام کرنا بھی اسی طرح ہے۔ وہ نیک کام کرتا ہے اور کرتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور اس نیک کام کی اسے عادت پڑ جاتی ہے۔ پس عادت بذات خود نہ اچھی ہے نہ بری۔ اچھی عات ہوگی تو ہم اسے اچھا کہیں گے۔ بری عادت ہوگی تو ہم اسے برا کہیں گے۔ لیکن یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ کوئی کام ہم کریں اور وہ کام ہم پر بوجھ نہ بنے اور وہ نہایت آسانی کے ساتھ ہوتا چلا جائے تو ہمیں اس کام کی عادت ڈال لینی چاہئے۔ شروع شروع میں وہ کام مشکل بھی لگے گا لیکن جب کرتے ہی چلے جائیں گے تو اسکی ایسی مشق ہو جائے گی کہ بغیر سوچے سمجھے بھی وہ کام کرنے کی توفیق مل جائے گی یعنی وہ کام کرنے لگیں گے۔ اگر ہم اچھی باتوں کو اپنا لیں اور اتنا اپنا لیں کہ وہ ہماری عادت بن جائے تو ہماری زندگی میں اچھی ہی اچھی باتیں ملیں گی۔ ہمیں زیادہ کوشش بھی نہیں کرنی پڑے گی۔ کسی کو ہمیں یاد دلانے کی بھی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اور ہم وہ بات کرتے چلے جائیں گے۔

عبادت ہی کو لیجئے۔ یہ نہیں کہ عبادت شروع ہی میں انسان کو بڑی اچھی اور آسان لگتی ہے۔ ہو سکتا ہے اچھی تو لگے لیکن ضروری نہیں کہ آسان بھی لگے۔ اگر ہم عبادت کی عادت ڈال لیں تو پہلے سے زیادہ اچھی لگے گی اور پہلے سے زیادہ آسانی کے ساتھ وہ عبادت کی جا سکے گی۔ اور جب عبادت کی عادت پڑ جاتی ہے تو انسان کو اس عبادت کے وقت محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی خاص محنت کا کام کر رہا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ بات اس کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ عادت کی اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ذکر الٰہی کی اگر عادت ڈال لی جائے تو ایک تو یہ کہ ہر وقت ذکر الٰہی ہوتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ یہ کوئی عجیب بات محسوس نہیں ہوتی۔ جیسے فطرت ہمارے اندر ہی سے یہ بات نکلواتی ہے۔ اور ہم عبادت کرتے چلے جاتے ہیں۔ جن لوگوں کو عبادت کی عادت نہیں پڑتی۔ وہ بھی عبادت کرتے تو ہیں لیکن بعض اوقات نہیں بھی کرتے۔ اور وہ اسے بعض اوقات بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ اگر وہ اسے اپنی عادت بنا لیتے تو ان کے لئے یہ ہرگز بوجھ ثابت نہ ہوتا۔ وہ نہایت آسانی سے اور خوش دلی سے عبادت کرتے۔ ذکر الٰہی کرتے۔ ذکر الٰہی کی عادت پڑ جائے تو انسان سوتے میں جب بھی ذرا سا جاگے اس کی زبان پر ذکر الٰہی ہی ہوتا ہے۔ اس وقت وہ کوشش کر کے ذکر الٰہی نہیں کرتا بلکہ اس عادت کے نتیجہ میں ذکر الٰہی کرتا ہے جو اسے پڑ گئی ہے۔

اس کی ایک بڑی حسین مثال حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ایک دفعہ بیان فرمائی تھی۔ اور وہ مثال یہ ہے کہ جب آپ کالج کے پرنسپل تھے تو ایک دن آپ کا ایک کلرک آپ کے پاس بہت سے کاغذ دستخط کروانے کے لئے لایا۔ آپ دستخط بھی کرتے رہے اور اس دوران ذکر الٰہی بھی کرتے رہے۔ اور جب آپ نے اپنے کلرک کو بتایا کہ دستخط کرنے کے وقت یوں تو لگتا تھا کہ میں بالکل فارغ ہوں۔ دستخط کرنا کوئی ایسی مشکل بات نہیں ہے۔ آپ کاغذ میرے سامنے رکھتے گئے اور میں دستخط کرتا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دستخط کرنے کے دوران جب کہ مجھے فارغ سمجھا جا سکتا تھا میں نے اپنے آپ کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھا۔ میں خدا تعالیٰ کو یاد کرتا رہا۔ کلرک حیران ہوا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ جب بھی وہ کاغذات لے کر آئے گا اور حضرت صاحب اس پر دستخط فرما رہے ہوں گے اور وہ پاس خاموش کھڑا ہو گا تو وہ بھی خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے گا۔ وہ بھی بجائے اس کے کہ فارغ کھڑا رہے اس بظاہر فارغ وقت کو ذکر الٰہی میں صرف کرے گا۔ یہ کتنی اچھی مثال ہے۔

ایسے ہی آپ سفر کر رہے ہیں اور خاموش بیٹھے ہیں۔ کسی اور اسے بات بھی نہیں ہو رہی۔ آپ کوئی کام بھی نہیں کر رہے۔ تو اس دوران اگر آپ کو ذکر الٰہی کی عادت ہو تو آپ یقیناً ذکر الٰہی کرتے رہیں گے۔ بعض بزرگوں کو آپ نے دیکھا بھی ہوگا کہ اگرچہ وہ خاموش نظر آتے ہیں لیکن نہایت آہستگی کے ساتھ ان کے ہونٹ بھی ہل رہے ہوتے ہیں۔ اور ہلتے ہونٹوں سے وہ دراصل ذکر الٰہی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ ہم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر میں گئے۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے جو بات کرنی تھی وہ کی اور ان کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئے۔ جتنی دیر وہاں بیٹھے رہے ہم نے دیکھا کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بات تو کوئی نہیں کر رہے لیکن ان کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کچھ گنگنا رہے تھے۔ کہنے لگے خدا کا ذکر گنگنا رہا تھا۔ میں ہمیشہ ایسے ہی کرتا ہوں کہ جب یہاں اس کرسی پر بیٹھا لوگوں کو فارغ نظر آتا ہوں دراصل اس وقت میں خدا تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہوتا ہوں۔ یہ ہے عادت کی بات۔

پس نیکیوں کی عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے اور اگر ہمیں نیکیوں کی عادت پڑ جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارے لئے نیکیاں کتنی آسان ہو جاتی ہیں۔

ہمارا ہر فارغ وقت دراصل نیکی کا وقت ہو گا۔ بظاہر ہم فارغ نظر آئیں گے خاموش بیٹھے یا چلتے پھرتے نظر آئیں گے لیکن دراصل ہم ان اوقات میں خدا تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں گے۔

یہ دو مثالیں جو ہم نے پیش کی ہیں یہ کتنی خوب صورت مثالیں ہیں۔ یہ مثالیں ہیں اچھی عادت کی۔ آیئے ہم بھی اچھی عادتیں اپنائیں تاکہ نیکیاں کرنے میں آسانی محسوس کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جو بحرِ حوادث کے شناور نہیں ہوتے
وہ کچھ بھی ہوں دنیا میں، بہادر نہیں ہوتے
جگنو کی طرح شب کے اندھیروں میں جو چمکیں
تارے تو وہ ہو سکتے ہیں، خاور نہیں ہوتے
ہے جُبّہ و دستار علامت مگر اے دوست
جو لُوٹ کے لے جائیں، وہ رہبر نہیں ہوتے

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

طبعی حالتوں کی اصلاح

میں جب خدا کے پاک کلام پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیونکر اس نے اپنی تعلیموں میں انسان کو اس کی طبعی حالتوں کی اصلاح کے قواعد عطا فرما کر پھر آہستہ آہستہ اوپر کی طرف کھینچا ہے اور اعلیٰ درجے کی روحانی حالت تک پہنچانا چاہا ہے تو مجھے یہ پر معرفت قاعدہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اول خدا نے یہ چاہا ہے کہ انسان کو نشست برخاست اور کھانے پینے اور بات چیت اور تمام اقسام معاشرت کے طریق سکھلا کر اسکو وحشیانہ طریقوں سے نجات دیوے۔ اور حیوانات کی مشابہت سے تمیز کلی بخش کر ایک ادنیٰ درجہ کی اخلاقی حالت جس کو ادب اور شائستگی کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ سکھلاوے۔ پھر انسان کی نیچرل عادات کو جن کو دوسرے لفظوں میں اخلاق رذیلہ کہہ سکتے ہیں اعتدال پر لاوے۔ تاوہ اعتدال پاکر اخلاق فاضلہ کے رنگ میں آجائیں۔ مگر یہ دونوں طریقے دراصل ایک ہی ہیں۔ کیونکہ طبعی حالتوں کی اصلاح کے متعلق ہیں۔ صرف ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ کے فرق نے ان کو دو قسم بنا دیا ہے۔ اور اس حکیم مطلق نے اخلاق کے نظام کو ایسے طور سے پیش کیا ہے کہ جس سے انسان ادنیٰ خلق سے اعلیٰ خلق تک ترقی کر سکے۔ اور پھر تیسرا مرحلہ ترقیات کا یہ رکھا ہے کہ انسان اپنے خالق حقیقی کی محبت اور رضا میں محو ہو جائے۔ اور سب وجود اس کا خدا کے لئے ہو جائے۔

OOO

آج کل خدانمائی کی بڑی ضرورت ہے۔

دراصل اگر دیکھا جاوے تو خدا کی ہستی سے انکار ہو رہا ہے۔ بہت لوگوں کو یہ خیال ہے کہ کیا ہم خدا کی ہستی کے قائل نہیں ہیں۔ وہ اپنے زعم میں تو سمجھتے ہیں کہ خدا کو وہ مانتے ہیں لیکن ذرا غور سے ایک قدم رکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ وہ درحقیقت قائل نہیں ہیں کیونکہ اور اشیاء کے وجود کے قائل ہونے سے جو حرکات اور افعال ان سے صادر ہوتے ہیں وہ خدا کے وجود کے قائل ہونے سے کیوں صادر نہیں ہوتے۔ مثلاً جب کہ وہ سم الفار سے واقف ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے تو وہ اس کے نزدیک نہیں جاتا اور نہیں کھاتا کیونکہ اسے یقین ہے کہ میں اگر کھالوں گا تو مر جاؤں گا۔ پس اگر خدا کی ہستی پر بھی یقین ہوتا تو وہ اسے مالک، خالق اور قادر جان کر نافرمانی کیوں کرتا؟ پس ظاہر ہے کہ بڑا ضروری مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 238)

اصل راہ اور گر خداشناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔ ایک پنجابی فقرہ ہے۔

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

حقیقت میں جب تک انسان دعاؤں میں اپنے آپ کو اس حالت تک نہیں پہنچا لیتا کہ گویا اس پر موت وارد ہو جاوے۔ اس وقت تک باب رحمت نہیں کھلتا۔ خدا تعالیٰ میں زندگی ایک موت کو چاہتی ہے۔ جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہ ہو کچھ نہیں۔ خدا جوئی کی راہ میں لفظ پرستی سے کچھ نہیں بنتا، بلکہ یہاں حقیقت سے کام لینا چاہئے۔ جب طلب صادق ہو گی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے محروم نہ کرے گا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 240)

غلام مصطفےٰ تبسم

اخلاقی تعلیم

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) اخلاق کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انسان کے اعمال کا وہ حصہ جو بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے اخلاق کہلاتا ہے۔ اور وہی معاملہ جب خدا تعالیٰ سے کیا جائے تو اسے روحانیت کہتے ہیں اگر کوئی انسان بندوں سے جھوٹ بولتا ہے تو وہ بد اخلاق ہے۔ اور اگر خدا سے جھوٹ بولتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی روحانیت مُردہ ہو گئی ہے اور جب کسی کے دونوں پہلو درست ہوں تب ہی وہ دیندار اور متقی کہلا سکتا ہے پس جب اخلاق کے مطابق (احکام دینیہ) کئے جائیں تو وہ روحانیت کے ساتھ مل کر دین کہلاتے ہیں۔ لیکن جب وہی افعال بغیر روحانیت سے اشتراک کے تمدن کے طور پر کئے جائیں تو ایسے انسان کے متعلق کہتے ہیں بڑا با اخلاق ہے۔

میں پہلے اخلاق کو لیتا ہوں پھر روحانیت کو بیان کروں گا۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اخلاق اور روحانیت میں فرق صرف یہی ہے کہ ہماری طاقتوں کا ظہور انسانوں کے ساتھ معاملات میں اخلاق کہلاتا ہے اور انہی طاقتوں کا خدا تعالیٰ کے متعلق ظہور روحانیت کہلاتا ہے۔ اس لئے جہاں میں اخلاق بیان کروں گا وہاں ساتھ ہی روحانیت کا بھی پتہ لگ جائے گا اور جہاں فرق بتانے کی ضرورت ہوگی۔ وہاں فرق بیان کردوں گا۔

اخلاق کے مسئلہ پر غور کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ خلق کیا چیز ہے۔ اس کے متعلق (دین حق) کے سوا سب مذہبوں نے اور فلسفیوں نے لغزشیں کھائی ہیں اور اس کی عجیب عجیب تعریفیں کی ہیں مثلاً

(1) بعض کے نزدیک خلق اس گہری جڑ والے ملکہ کا نام ہے جس سے انسانی اعمال بلکہ فکر و رویہ آپ ہی آپ سرزد ہوتے ہیں۔ یا جس کے ماتحت انسان بلا فکر و رویہ کسی فعل کے کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

(2) بعض کے نزدیک خلق وہ نیک مادہ ہے کہ جو انسان کے اندر خدا کی ذات پر دلالت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

(3) بعض کے نزدیک خلق وہ مادہ ہے جو لمبے تجربہ کے بعد انسان میں پیدا ہو گیا ہے اور اب ورثہ کے طور پر انسان میں آتا ہے۔

یورپ کے فلاسفر اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

میرے نزدیک خلق اس حالت کا نام ہے جب کہ طبعی تقاضے قوت فکر کے ساتھ ملا دئے جائیں اور ان تقاضوں سے کام لینے والی ہستی مقتدر ہو۔ یعنی چاہے تو ان سے کام لے اور چاہے تو ترک کر دے۔ اگر یہ افعال ایسے وجود سے ظاہر ہوں جس میں قوت فکر نہ ہو تو وہ طبعی تقاضے کہلاتے ہیں۔ جیسے حیوانوں میں ہوتا ہے۔ حیوان محبت اور پیار کرتے ہیں مگر ان کو با اخلاق نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ طبعی تقاضے کہتے ہیں۔ پھر اگر اس قسم کے افعال ایسے وجودوں سے ظاہر ہوں جنہیں خاص رنگ میں بنایا گیا ہو جیسے نباتات یا جمادات تو انہیں ظہور قدرت کہیں گے۔ مضمون کا یہ حصہ مشکل ہے۔ اگر بعض دوست اسے نہ سمجھ سکیں تو جب یہ کتاب کی شکل میں چھپ جائے گا۔ اس وقت سمجھ جائیں گے۔ (کتاب کا نام منہاج الطالبین) مگر اس کے بغیر چونکہ مضمون کا اگلا حصہ نہیں چل سکتا ہے اس لئے بیان کرتا ہوں۔ اگلا حصہ آسان ہے۔ وہ سب دوست سمجھ سکیں گے۔ میں اخلاق کی تعریف بیان کر چکا ہوں۔ اخلاق وہ افعال ہیں جو ایسے لوگوں سے صادر ہوں جن میں سوچنے اور فکر کرنے کی طاقت ہو اور کام کرنے یا نہ کرنے کی قابلیت پائی جائے اب میں اخلاقِ حسنہ کی تعریف بیان کرتا ہوں اخلاقِ حسنہ کی تعریفیں مختلف لوگوں نے مختلف کی ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اخلاقِ حسنہ انسانی طاقتوں کے عقل کے ماتحت استعمال کرنے کا نام ہے۔

(2) بعض کے نزدیک اخلاقِ حسنہ وہ افعال ہیں جو انسان کو حقیقی خوشی پہنچاتے ہیں۔

(3) بعض کے نزدیک اخلاقِ حسنہ وہ افعال ہیں جن میں ایثار سے کام لیا گیا ہو یعنی اپنا نقصان کر کے دوسروں کو فائدہ پہنچایا گیا ہو۔

(4) بعض کہتے ہیں اخلاقِ حسنہ وہ افعال ہیں جو عقل کی روشنی اور اس کے انتظام کے ماتحت ذاتی نفع کی غرض سے ایثار کے طور کئے جائیں۔

حضرت صاحب مزید فرماتے ہیں:۔

امام غزالی نے اخلاقِ حسنہ کی یہی تعریف کی ہے۔ لیکن یہ تعریف میرے نزدیک کچھ اصلاح کی محتاج ہے۔ اور وہ اصلاح یہ ہے کہ وہ افعال عقل اور (احکامِ دینیہ) کے مطابق بھی ہوں اور ساتھ ہی یہ بات بھی پائی جائے کہ ان کا مرتکب اپنی مرضی اور اِرادہ اور مقدرت سے ان افعال کو کرے۔ اگر یہ شرط نہیں پائی جاتی تو وہ اخلاقِ حسنہ نہیں کہلا سکتے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نیم خوابی کی حالت میں کسی کو ایک روپیہ دے دے اور جاگتے ہوئے صدقہ و خیرات سے پرہیز کرے۔ تو اس کا نیم خوابی میں صدقہ کرنا اچھا خلق نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ اس کا یہ فعل ارادہ کے ماتحت نہیں ہوگا۔

پس وہ اخلاق اخلاقِ حسنہ ہوتے ہیں جو (احکامِ دینیہ) اور عقل کے ماتحت ارادہ سے کئے جائیں۔ پھر ایک یہ شرط بھی ہے کہ وہ اعمال خدا تعالیٰ کی صفات کے مطابق ہوں۔ خلاف نہ ہوں۔ یہی تعریف صحیح ہے۔ کیونکہ خوبی وہی ہو سکتی ہے جو نقص سے اور غلطی سے پاک ہو۔ اور کوئی شئے ہماری عقل کے کہنے سے پاک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی صفات کی شہادت سے جو چیز پاک ہے وہی حقیقی طور پر پاک ہو سکتی ہے۔ اور خوبی کہلانے کی مستحق ہے۔ کیونکہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہی کامل طور پر بے عیب ہے۔ اب میں اخلاق کے منبع کو بیان کرتا ہوں کہ اخلاق کہاں سے پیدا ہوتے ہیں مختلف لوگوں نے مختلف سرچشمے بتائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں اخلاق کا منبع قوتِ فکریہ یعنی عقل، غضب اور شہوت ہیں۔ عقل کام کرتی ہے جیسے سوار کام کرتا ہے اور غضب اور شہوت دو گھوڑے ہیں عقل کا سوار جب ان دو گھوڑوں کو درست چلاتا ہے تو خلق پیدا ہوتا ہے اور اگر سوار غلطی کرے تو بد خُلقی پیدا ہوتی ہے۔ محی الدین ابن عربی اس قوتِ فکر کا نام نفسِ ناطقہ رکھتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ تمام اخلاق ان تینوں مادوں کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی عقل اور شہوت کے ملنے سے یا عقل اور غصہ کے ملنے سے۔ یا تینوں کے ایک جگہ جمع ہونے سے۔ وہ عقل کو مرد قرار دیتے ہیں اور شہوت اور غصہ کو بیویاں۔ جس طرح مرد کے عورت کے ساتھ ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح کہتے ہیں عقل کے قوت غضبیہ یا قوت شہوت کے ساتھ ملنے سے اخلاق پیدا ہوتے ہیں بعض کے نزدیک انسان میں خوشی حاصل کرنے کی زبردست خواہش ہے۔ یہ جب عقل سے ملتی ہے تو اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔

میرے نزدیک اخلاق کے منبع کو اچھی طرح نہیں سمجھا گیا۔ (-) میں نے (کلام الٰہی) پر غور کر کے یہ سمجھا ہے کہ اخلاق کا منبع بہت گہرا ہے اور دور تک چلا جاتا ہے اگر صرف انسان میں افعال پائے جاتے جن کو اخلاق کہا جاتا ہے تو جو تعریف پہلوں نے کی ہے وہ صحیح ہوتی مگر اس قسم کے افعال نچلی چیزوں میں بھی نظر آتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں عقل شہوت اور غصہ سے مل کر اخلاق بنتے ہیں اور محبت بھی ایک خلق ہے۔ جو حیوانوں میں پائی جاتی ہے وہ کہتے ہیں عقل اور شہوت یا عقل اور غصہ کے ملنے سے تمام اخلاق بنتے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

فیض محمد صادق بی اے ایل ایل بی لندن

ہماری بھاوجہ صاحبہ- سکینہ سیفی صاحبہ

1938ء میں جب برادرم نسیم سیفی صاحب سکینہ سیفی صاحبہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اور جب انہوں نے زندگی بھر ساتھ رہنے کے عہد و پیان کئے اس وقت میری عمر ابھی چھوٹی تھی یعنی میں ابھی تقریباً گیارہ سال کی عمر کو پہنچنے والا تھا۔ قادیان میں رشتہ ہوا تھا۔ ہمارا مکان دارالفضل میں تھا جبکہ بھاوجہ بیت اقصیٰ کی پچھلی گلی میں رہائش رکھتی تھیں۔ یہ نظارہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ بھابی کو ہم ایک تانگہ میں لے کر آئے۔ اگرچہ قادیان میں اکثر اوقات میں نے دلہنوں کو ڈولی میں جاتے بھی دیکھا لیکن ہماری بھابی کسی ڈولی میں بیٹھ کر نہ آئی تھیں۔ اس تانگہ میں جس میں دلہن' ہماری بھابی بیٹھی تھیں میں اس تانگہ میں پچھلے پائیدان پر نیچے بیٹھا تھا۔ شادی کے بعد جلد ہی بھائی فیروز پور ہمارے تایازاد بھائی کے پاس بی اے کرنے چلے گئے اور بی اے کرنے کے بعد وہیں ملازمت اختیار کرلی۔ اس دوران کبھی کبھی وہ فیروز پور سے قادیان آجاتے۔ والد محترم گورنمنٹ ٹیچر تھے وہ بھی گاہے بگاہے قادیان کا چکر لگا لیتے۔ والدہ ہماری 1928ء میں وفات پا گئی تھیں ان کی وفات کے بعد میری دادی اماں نے گھر کو سنبھالا دیا۔ اور پھر میری دادی اماں ہی تھیں جنہوں نے میری والدہ کی وفات کے بعد مجھے گود لے لیا اور اتنا پیار مجھے دیا کہ میرے نزدیک جیسے وہی میری ماں تھیں۔ جب بھائی کی شادی ہوئی اس وقت دادی اماں' بھابی' ایک بہن اور میں گھر میں رہائش پذیر تھے۔ جیسے میں نے اوپر بیان کیا بھائی صاحب بی اے کرنے کے فیروز پور چلے گئے تھے۔ کچھ دیر وہاں ملازمت کے بعد وہ دہلی جاکر ملازم ہو گئے۔ وہاں جاکر بھائی صاحب نے بھاوجہ صاحبہ کو دہلی بلا لیا تاہم 1944ء تک جب بھائی صاحب نے اپنے آپ کو وقف کیا اور وقف منظور ہونے پر وہ قادیان حاضر ہو گئے ہماری بھاوجہ دہلی سے وقتاً فوقتاً قادیان آتی جاتی رہیں۔ اس عرصہ میں ایک دفعہ ہم بھی قادیان سے دہلی بھائی صاحب کے پاس چھٹیوں میں جاکر رہے۔ ہماری دادی اماں بڑھاپے کی عمر میں تھیں اسلئے بھابی گاہے بگاہے قادیان آکر گھر کا نظام سنبھالتیں۔ یہ بھی مجھے یاد ہے کہ جب والد محترم گورداسپور گورنمنٹ ہائی سکول میں تھے ہم کچھ عرصہ ان کے پاس جاکر رہے۔ بھابی نے ہمیں والدہ کا پیار دیا۔ ہمیشہ محبت اور پیار سے ہماری تربیت کی۔ یہ بھی یاد ہے کہ اگرچہ میں اس وقت اتنا چھوٹا بھی نہ تھا تاہم بھابی خود مجھے نہلاتیں۔ میری پڑھائی کا خیال رکھتیں۔ ان دنوں جرمن جنگ جاری تھی اور گورداسپور میں یہ خبر گرم تھی کہ جرمن شاید وہاں بھی پہنچ جائیں۔ سخت خوف و ہراس کا عالم تھا اور اسلحہ تو دستیاب نہ تھا لوگوں نے اینٹیں اور پتھر کوٹھوں پر جمع کر رکھے تھے۔ پھر اگرچہ دادی اماں بھابی اور بہن کچھ عرصہ بعد قادیان چلے گئے لیکن میں والد صاحب کے پاس ہی گورداسپور میں رہا اور کچھ عرصہ بعد والد صاحب کے ساتھ امرتسر چلا گیا ان کی وہاں ٹرانسفر ہو گئی۔ والد محترم کی طبیعت میں چنداں سختی تھی۔ میں نے اس بارہ میں کوئی بات بھابی کو قادیان میں لکھ دی جس پر بھابی نے والد محترم کو کچھ لکھا۔ جونہی والد محترم کو بھابی کا خط ملا اور انہوں نے اسی روز سکول سرٹیفکیٹ لے کر مجھے قادیان جانے کے لئے گاڑی پر سوار کر دیا۔ جس کے بعد میں نے پھر قادیان میں ہائی سکول میں داخلہ لے لیا۔ ان دنوں کی ایک بات مجھے یہ یاد ہے کہ برادر محترم کے بڑے صاحبزادے عزیزم ظفر اقبال سیفی بہت چھوٹی عمر میں جب میرے ساتھ بیت دارالفضل میں عبادت پڑھنے جاتے تو اکثر اوقات عبادت کے بعد تقریر کرتے جو حاضرین بڑی دلچسپی سے سن کر خوش ہوتے اور حیران ہوتے کہ اتنا چھوٹا بچہ توتلی زبان میں تقریر کرنے کے جذبہ سے کن خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ساری تربیت کا سہرا ہماری بھابی کے سر تھا۔ جب پارٹیشن ہوئی وہ بھی عجیب وقت تھا۔ بھائی صاحب 1944ء میں افریقہ جاچکے تھے گھر میں والد محترم تھے جن کی بینائی موتیے کی وجہ سے ختم ہو چکی تھی۔ بہن کی شادی ہو چکی تھی دادی اماں بڑھاپے میں تھیں اور میں گھر میں تھا۔ 1945ء میں میں نے میٹرک کا امتحان دیا تقریباً 18 سال کی عمر میں اس طرح پارٹیشن کے وقت میری عمر تقریباً 20 سال کے لگ بھگ تھی۔ تقسیم ہند کے مطابق قادیان پہلے پاکستان میں تھا مگر جلد ہی سیالکوٹ کی ایک تحصیل شکرگڑھ انڈیا کے ساتھ ملا دی گئی اور اس طرح قادیان بھی انڈیا یعنی بھارت کا حصہ بن گیا۔ قادیان میں بھی ملٹری آ گئی۔ غیر مسلموں نے حملے شروع کر دیئے۔ قادیان سے روانگی کے خیال سے ہم نے ایک بستر تیار کر رکھا تھا کہ جاتے ہوئے کم از کم یہ ساتھ لے چلیں گے اور اس بستر کو ایک چارپائی کے نیچے چھپا دیا۔ ایک روز ملٹری محلوں میں گشت کے دوران گھروں میں گھسنے لگی اور غیر مسلمانوں نے قتل و غارت شروع کردی۔ محلہ سنسان ہو گیا حکم ملا کہ سب ہائی سکول کے ہوسٹل میں چلے جائیں۔ بڑی مشکل سے ڈرتے ڈرتے آہستہ آہستہ گلیوں کا جائزہ لیتے لیتے ہم ہوسٹل کو روانہ ہوئے۔ وہ بستر جو تیار کیا تھا شدید ڈر اور خوف میں اٹھانا یاد ہی نہ رہا۔ بھاوجہ ہماری چھوٹے بچوں کو لئے سخت پریشان تھیں۔ جب ہم ہوسٹل جارہے تھے تو زخمیوں کو ہسپتال لے جاتے دیکھا ہوسٹل پہنچے تو ہر فرد کی یہ تمنا تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح ہوسٹل کے اندر داخل ہو جائے۔ سب کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ ہوسٹل کے کمرے اور میدان بھر گیا۔ کچھ لوگ کمروں میں اور اکثر میدان میں جبکہ سردی شروع ہو چکی تھی رات بھیگی تو گندم ابال کر تھوڑی تھوڑی سب کو کھانے کے لئے دی گئی۔ سخت جان کنی کی حالت میں خوف و ہراس میں وقت نبھایا اور کچھ دنوں بعد بوڑھے لوگ۔ بچے اور خواتین ملٹری کے تحفظ میں پاکستان کو روانہ ہوئے باقی اندرون شہر میں بھجوا دیئے گئے۔ پاکستان پہنچ کر 1947ء سے کچھ عرصہ تک والد صاحب' دادی اماں' بھابی اور بہن بچوں کے ہمراہ اونچے مانگٹ تحصیل حافظ آباد رہے پھر حافظ آباد سکونت اختیار کی اور جب ربوہ آباد ہوا تو والد صاحب نے دارالرحمت وسطی میں پلاٹ حاصل کر کے مکان بنایا۔ جہاں والد صاحب دادی اماں' اور بھابی بمعہ بچوں کے رہنے لگے جبکہ میں لاہور میں اس وقت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لاہور میں ملازم تھا۔ میں نے اپنی رہائش لاہور میں ہی رکھی۔ ربوہ سے پھر ہماری بھابی بھائی صاحب کے پاس تقریباً 1953ء میں افریقہ چلی گئیں۔ جہاں سے بھائی صاحب اور بھابی وہاں گیارہ سال اکٹھے رہنے کے بعد 1964ء میں واپس ربوہ آ گئے۔ اگرچہ نائیجیریا رہائش کے دوران بھی بھاوجہ صاحبہ نے بھائی صاحب کا ہاتھ بٹانے کے علاوہ جماعت کی ذمہ داریوں کو سنبھالا تاہم ربوہ آتے ہی وہ جماعت کے کاموں میں بھرپور حصہ لینے لگیں۔ کئی سال تک محلہ دارالرحمت وسطی کی صدر رہیں اپنے سلوک پیار اور محبت کی وجہ سے کافی عزت و شہرت پائی والد محترم 90 سال کی عمر کے بعد کمزور ہونا شروع ہو گئے اور آخر چارپائی پر ہی دن رات کاٹنے لگے۔ اس وقت بھابی کے علاوہ اور کوئی ان کی دیکھ بھال کرنے والا گھر میں نہ تھا۔ دن رات ان کے کھانے کا' ناشتہ کا' ادویات کا خیال رکھا اور جب ان کو اتنا ہوش نہ رہا اور بستر پر ہی پیشاب وغیرہ کرنے لگے تو ہماری بھابی ہی بستر نکال کر دھوتیں والد صاحب کے کپڑے تبدیل کرتیں اور اس حالت میں ان کی ہر طرح کی خدمت کرتیں۔ یہ وقت بھی انہوں نے بڑی خندہ پیشانی سے نبھایا۔ برادرم سیفی صاحب نائیجیریا سے واپسی پر اپنی دفتری ذمہ داریوں کو احسن طور پر نبھاتے رہے یہ ہماری بھابی کا ہی کام تھا کہ وہ نہ صرف گھر کے لئے ہر قسم کی خریداری کرتیں بلکہ بھائی صاحب کے لئے بھی ہر ضرورت کی چیز خود خریدتیں اور مہیا کرتیں۔ 1983ء میں والد صاحب وفات پاگئے پھر وہ وقت بھی آگیا جب بھابی بیٹی اور بیٹوں کی شادیاں کر کے فارغ ہو گئیں اور گھر میں صرف بھائی صاحب اور بھابی صاحبہ رہائش پذیر تھے۔ دفتر سے بھائی گھر آتے تو کسی نہ کسی رشتہ دار کے ہاں دونوں اکٹھے چلے جاتے۔ بہت سے بچوں نے کلام پاک بھابی سے پڑھا۔ وہ کلام پاک بچوں کو بڑے شوق اور محنت سے پڑھاتیں بھائی صاحب نے جب بھی گھر میں عبادت پڑھنی ہوتی تو دونوں میاں بیوی عبادت باجماعت پڑھتے۔ دونوں نے اس پیار اور محبت سے زندگی کے دن نبھائے کہ یہ دونوں خاندان میں بلکہ سارے ربوہ میں دوسروں کے لئے ایک مثال بن گئے۔ جتنی بھائی صاحب نے دین کی خدمت کی۔ اسی حساب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضلوں سے نوازا۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بفضلہ ان کے بچے بڑی کامیاب زندگی گزار رہے ہیں خاص طور پر ان کے سب بیٹے اچھے تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ اس طرح بچوں کی تعلیم و تربیت میں ہماری بھابی کا بھی بڑا رول رہا۔

ایک خوبی ان میں یہ بھی تھی کہ گھر میں مہمان چاہے جتنے مرضی آجائیں وہ سب کی خدمت کر کے خوش ہوتیں خاص طور پر جلسہ کے دنوں میں جب عزیز و اقارب کراچی اور دیگر مقامات سے آتے۔ صبح ہی صبح کلام پاک کی تلاوت اور عبادت وغیرہ سے فارغ ہو کر انہوں نے سیدھے باورچی خانہ میں جاکر اپنی پیڑھی سنبھال لینی۔ سب کو ناشتہ سب کو کھانا باورچی خانہ میں آکر کھائیں یا کمرہ میں بیٹھ کر وہ خود پکا کر دینے میں بڑی خوشی محسوس کرتیں۔ ہر ایک کو مسکراتے ہوئے چہرے سے بلاتیں۔ ہر آنے والا یہ سمجھتا کہ میرا ان سے گہرا تعلق ہے مجھ سے بڑا پیار کرتی ہیں۔ میں تو لاہور میں بطور ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پریکٹس کرتا تھا اور لاہور میں ہی رہائش تھی۔ کبھی نہ کبھی ربوہ آنا جانا رہتا نہ صرف ہم بلکہ ہر آنے والے مہمان نے یہ تجربہ کیا کہ دن کو یا رات کو کتنی ہی دیر سے کسی بھی وقت ان کے ہاں جاتے کھانا وغیرہ تیار ملتا یہ کبھی نہ ہوا کہ کسی کے آنے پر وہ کھانا تیار کرنے لگ گئی ہوں۔ اتنی نیک' اتنی پارسا محبت کرنے والی' خدمت کرنے والی' پیار کرنے والی' آئے کو دیکھ کر مسکرانے والی' دیندار عبادت گزار پرہیزگار ہر کس و ناکس کے کام آنے والی ہماری بھابی اچانک ہی ہم سے جدا ہو گئیں۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن آنکھیں اب بھی ان کو چلتا پھرتا کام کاج میں مشغول دیکھ رہی ہیں۔ کان آج بھی ان کی میٹھی محبت سے لبریز آواز سن رہے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہیں کہیں ہیں۔ پروردگار کے کاموں کو پروردگار ہی جانتا ہے انسان کو کوئی سمجھ نہیں لگتی۔ جانے والے کا غم اور دکھ ضرور ہوتا ہے اس کی جدائی کا احساس پیہم رہتا ہے۔ ذہن میں ایک ریل چلتی رہتی ہے۔ میری اہلیہ 1996ء میں مجھ سے جدا ہو گئیں جس پر میں بڑا رویا۔ بڑا غم میں نے کیا۔ دل میں طرح طرح کے خیالات آئے اتنے اور اس قدر کہ مجھے یہ خیال آنے لگا کہ پروردگار عالم کو میں نے کہیں ناراض تو نہیں کر دیا۔ تاہم اس کے برعکس میں نے برادرم سیفی صاحب میں بڑا حوصلہ دیکھا ہے۔ بہت ہمت ہے ان میں بڑا صبر ہے پروردگار عالم کے ہر فیصلہ پر سرنگوں کر دینے والے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی' خوشیوں والی' کام کرنے والی لمبی سے لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہماری بھابی کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

برادرم سیفی صاحب نے تحریر و تقریر میں شاعری میں خدمت دین میں محنت و مشقت سے' دیانت سے امانت سے بڑا نام کمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو جاننے والے ان کی قدر کرنے والے ان کی عزت و احترام کرنے والے دنیا کے ہر ملک میں کوچہ کوچہ شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ ملتے ہیں۔ آج وہ ہماری پہچان ہیں۔ جبکہ ہم بے نام و گمنام و بے کس و بے بس ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بھی بڑھ کر عزت عطا فرمائے۔ آمین

○○○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظہور احمد مربی سلسلہ

وسعتِ حوصلہ

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگوں کو چھوٹی چھوٹی بات پر فوراً غصہ آتا ہے۔ اور وہ آپے سے باہر ہونے لگتے ہیں۔ یہ لوگ جو بات بات پر بے قابو ہو جاتے ہیں دراصل اپنی طبیعت کے خلاف کچھ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر ذرہ بھی ان کے مزاج کے خلاف کوئی کام ہو تو فوراً مشتعل ہو جاتے ہیں۔ اور سختی کے سلوک پر اتر آتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو اس معاملہ میں اس قدر حساس ہوتے ہیں کہ بات بھی پوری طرح نہیں سنتے اور رد عمل کا اظہار شروع کر دیتے ہیں۔ لوگ جب ان کو غصہ میں برستا دیکھتے ہیں تو بظاہر ان کو بہت بہادر خیال کرتے ہیں اور ان سے خوف کھاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ بہت ہی بزدل ہوتے ہیں اور دن بدن زیادہ بزدلی کا شکار ہوتے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اندر سے برداشت کی قوت بالکل ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ جبکہ اصل بہادر وہ ہوتا ہے جو ہر قسم کی سخت بات کو تحمل سے برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ۔

"غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔"

انسان میں سختی حوصلہ کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ بہادر وہی سمجھا جاتا ہے جس کے اندر برداشت کی قوت ہو۔ جس کا حوصلہ وسیع ہو اور جو شدید سے شدید غصہ میں بھی اپنے نفس پر قابو پا لے۔ اور معاف کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ لیکن وہ شخص جو جلد ہی بھڑک اٹھتا ہے۔ ایسا شخص دل کا بہت کمزور ہوتا ہے۔ اسی لئے فوراً جذباتی ہو جاتا ہے۔ اور پھر اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ پس جہاں مزاج کی سختی غصہ پیدا کرتی ہے وہاں دل کی کمزوری بھی بہت حد تک انسان کو اس مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ہر ایسا آدمی جو ہمت سے کام نہیں لیتا اور حالات کا ڈٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ جہاں اور بہت ساری کمزوریوں کا شکار ہوتا ہے۔ وہاں اس کے اندر ایک یہ خامی بھی پیدا ہوتی ہے کہ وہ مدمقابل کی کسی بات کو بھی برداشت نہیں کر سکتا اور فوراً سختی پر اتر آتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس دل کا مضبوط شخص اپنے اندر قوت مدافعت رکھتا ہے۔ وہ کبھی بھی اس بیماری کا شکار نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اپنے خلاف ہونے والی ہر سازش کے لئے ایک طاقتور دل رکھتا ہے۔ چنانچہ اس کے خلاف جو بھی منصوبہ کیا جاتا ہے وہ بے فائدہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا نقصان ہمیشہ دشمن کے حصہ میں آتا ہے۔

ایک حوصلہ مند انسان بہت سی خوبیوں کا مالک ہوتا ہے۔ جبکہ اس خلق سے عاری شخص بہت ساری کمزوریوں کا شکار ہوتا ہے۔

حوصلہ والے انسان کو عزم اور استقلال نصیب ہوتا ہے۔ ایسے آدمی کا ارادہ بہت مضبوط ہوتا ہے۔ جب وہ کسی کام کو کرنے کا عزم کر لیتا ہے تو جب تک اسے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا لیتا اسے چین نہیں آتا۔ بعض اوقات اسے ناکامیوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور کام کے دوران بہت ساری رکاوٹیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن چونکہ ایسا شخص اپنے اندر استقلال کی خوبی رکھتا ہے اس لئے ایسے موقعہ پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کام کے لئے کوشش جاری رکھتا ہے۔ اور ہمت نہیں ہارتا۔ چنانچہ عزم کی اسی مضبوطی کی بدولت اس کا ہر ناممکن کام بھی ممکن بن جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے اندر پھر کبھی بھی کام کے متعلق ناممکن کا احساس جنم نہیں لیتا۔ بلکہ اسے اپنی کامیابی پر پورا یقین ہوتا ہے۔

پھر حوصلہ کے نتیجہ میں انسان کے اندر حلم، شفقت اور محبت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی گفتگو اور رویہ میں ہمیشہ نرمی اور پیار دکھائی دے گا۔ ایسے آدمی کو سختی کی بالکل عادت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے اندر پردہ پوشی کرنے اور دوسروں کے قصور معاف کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اس کی بہت عزت کرتے ہیں۔ ایسے آدمی کے وقار میں روز بروز اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح کے شفیق وجود کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی ہر بات کو لوگ بڑے غور سے سنتے اور اس پر عمل کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ شخص جو اس خلق سے پوری طرح مزین ہوتا ہے۔ اس کی زبان سے آپ کبھی یہ گلہ نہیں سنیں گے کہ اس نے کوئی بات منوانے کے لئے کسی سے کہی اور اس کی وہ بات ماننے کی بجائے ٹال دی گئی۔ بلکہ اس کے برعکس آپ کو یہ نظارہ دکھائی دے گا کہ لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے کام کر رہے ہوں گے اور اس میں اپنی سعادت خیال کریں گے۔ ایسے آدمی کو اپنے کسی بھی کام میں کبھی کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ ایسے لوگوں کے تعلقات کا دائرہ ان کی اس خوبی کی بدولت بہت وسعت اختیار کر لیتا ہے اور اپنے تمام حلقہ اثر میں یہ لوگ بہت معزز جانے جاتے ہیں اور لوگ ان کے خلاف کوئی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب بھی ان کی عزت پر حملہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس کو ناکام اور نامراد کر دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں وسعت حوصلہ کے نتیجہ میں دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کسی کا اچھا کام دیکھ کر دل میں حسد یا نفرت کی بجائے اس کے لئے اچھے خیالات دل میں جنم لیتے ہیں۔ اور پھر ان کو بیان کرنے کی قدرت بھی عطا ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دوسروں کی کامیابی دکھ کا باعث نہیں ہوتی بلکہ خوشی کا موجب ہوتی ہے۔ ان کے دل میں اچھے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان جذبات کا اظہار کرکے یہ لوگ دلی راحت محسوس کرتے ہیں۔ اور کبھی بھی یہ خیال دل میں پیدا نہیں ہوتا کہ اگر ہم کسی کی حوصلہ افزائی کریں گے یا اس کے کام کو اچھا کہیں گے تو ہم اس سے کمتر بن جائیں گے۔ بلکہ ان کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ لوگوں کی حوصلہ افزائی کرکے انہیں اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس خوبی کی بدولت ایسے تمام لوگ حسد اور بغض جیسی برائیوں سے مکمل طور پر محفوظ رہتے ہیں۔

ان باتوں کے علاوہ ایک باہمت انسان ہر لمحہ کسی بھی مشکل اور کٹھن گھڑی کا سامنا کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے۔ اس کو برداشت اور صبر کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل وقت میں بھی ایسا شخص وسعت حوصلہ کا مظاہرہ کرتا ہے اور کبھی بھی ہمت نہیں ہارتا۔ ایسے لوگوں کی عزت پر بعض دفعہ بڑے شدید حملے بھی ہوتے ہیں تب بھی قوت برداشت کی بدولت وہ ہر ایسے لمحہ کو تحمل سے برداشت کرتے ہیں اور اپنی خداداد فراست سے ہر حملہ کا نہایت ہی عمدہ حل نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی بھی جواباً سختی سے پیش نہیں آتے بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا ملکہ عطا کیا ہوتا ہے کہ بڑے موثر طریق سے وہ ایسے تمام مسائل کا حل نکالتے ہیں۔ جس سے ان کے دشمن کی ہر تدبیر بری طرح مٹی میں مل جاتی ہے اور وہ ہر نقصان سے حفاظت میں رہتے ہیں۔ نیز لوگوں میں ان کے وقار میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ الغرض یہ لوگ وسعت حوصلہ کی دولت سے مالا مال ہونے کی وجہ سے مشکل سے مشکل معاملات کو نہایت احسن طریق سے سلجھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

جہاں تک حوصلہ کی کمی کا سوال ہے۔ اس بارہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ جس انسان کا حوصلہ بلند نہیں ہوتا وہ عزم و استقلال کی خوبی سے بالکل محروم ہوتا ہے جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ہمت نہیں پاتا۔ کیونکہ راستے کی مشکلات کا سامنا کرنے کی اس میں طاقت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایسے آدمی کا کوئی کام بھی تکمیل کے مراحل تک نہیں پہنچتا۔ کام کے دوران کوئی چھوٹی سی روکاٹ آن پڑے یا کسی طرف سے کوئی جواب مل جائے تو ایسے شخص کی ہمت جواب دینے لگتی ہے اور عزم کی کمزوری کے نتیجہ میں وہ اپنے اندر مزید جدوجہد کے لئے طاقت نہیں رکھتا۔ بجائے اس کے کہ ایسے موقعہ پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے وہ کام کا ارادہ ہی ترک کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے ہمیشہ ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔

پھر حوصلہ کی کمی انسان کے مزاج کو سخت بنا دیتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان کو بہت سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک سخت گیر انسان کسی سے بھی اچھا تعلق نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ طبیعت کی سختی ایسے آدمی کو بے رحم بنا دیتی ہے۔ اور وہ کسی سے بھی پیار سے بات نہیں کرتا بلکہ جب بھی مخاطب ہوتا ہے ہمیشہ سخت لہجے سے بات کرتا ہے۔ اور جب کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو یہ اس کو معاف کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ جس کی وجہ سے لوگوں سے اس کے تعلقات خراب ہونے لگتے ہیں اور کوئی بھی اس کی عزت نہیں کرتا۔ لہٰذا ایسے شخص سے دوسرے لوگ بلکہ خود اس کے گھر والے بھی خوف کھاتے ہیں اور ہمیشہ بے زاری کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کے بات بات پر بگڑنے کی وجہ سے تنگ آ چکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہر آدمی کو اپنی اس حالت کی وجہ سے بعض اوقات یہ نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے کہ شدید مشکل اور ضرورت کے وقت بھی کوئی ان کی مدد کے لئے نہیں آتا۔ لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ اگر جائیں گے تو باتیں ہی سننی پڑیں گی اس لئے بہتر ہے کہ نہ ہی سامنا کیا جائے۔ لہٰذا کوئی بھی ان کی بات سننے کے لئے سامنے نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے انہیں کئی قسم کی مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔

وہ شخص جو حوصلہ کا کمزور ہوتا ہے اس کے اندر ایک یہ خامی بھی پیدا ہونے لگتی ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی کو بھی اچھے حال میں برداشت نہیں کر سکتا۔ جب بھی کسی کو اچھی حالت میں دیکھتا ہے یا کسی کی کامیابی کا چرچا سنتا ہے تو اس کا حوصلہ اس موقعہ پر جواب دینے لگتا ہے۔ نتیجتاً حسد اور بغض جیسی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جب بھی وہ کسی کو خوش دیکھتا ہے تو اس کے دل میں حسد کی وجہ سے ایک نفرت سی پیدا ہوتی ہے جو اسے دوسروں کی دشمنی پر آمادہ کرتی ہے۔ ایسے آدمی کی ایک کمزوری یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ بلکہ ہمیشہ دل شکنی سے پیش آتا ہے۔ کسی کی تعریف کرنا تو درکنار تعریف سننا بھی پسند نہیں کرتا۔ اس گروہ سے تعلق رکھنے والوں کا حوصلہ اتنا پست ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی کو بھی صحیح خیال نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو درست قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اس وہم کی وجہ سے بسا اوقات یہ لوگ اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں بھی دیتے ہیں کہ ہم دوسروں سے کئی گنا بہتر حال میں ہیں اور وہ ہم سے حقیر ہیں۔ حالانکہ جب ان پر حقیقت کھلتی ہے تو بعض اوقات شدید صدموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ حقیقت حال کچھ اور ہوتی ہے اور انہوں نے بلاوجہ اپنے آپ کو دھوکہ میں رکھا ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں ایک پست ہمت انسان حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتا ہے۔ دنیا میں مختلف قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی خوشحالی کا زمانہ ہوتا ہے تو کبھی مشکل کی گھڑی آن پڑتی ہے۔ جو آدمی ہمت سے کام نہیں لیتا وہ مشکلات کے دور کا کسی صورت میں بھی ڈٹ کر مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نتیجتاً اس کی ہمت معمولی معمولی باتوں پر جواب دینے لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے ہر وقت شدید طرح کی ذہنی پریشانی اور ٹینشن رہتی ہے۔ اور یہ کیفیت اسے دن بدن زیادہ غصیلا اور چڑچڑا بناتی چلی جاتی ہے۔ اور آخر کار ایسے لوگ بعض اوقات پاگل پن پر بھی اتر آتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے ہمارے امام۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز

مسل نمبر31366

I Ella Laelawaty wife of syarief Ahmadi

پیشہ پیشہ خانہ داری عمر 39 سال بیعت 1973ء ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 95-2-3 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) مکان ڈبل سٹوری برقبہ 200 مربع میٹر مالیتی نوے ملین روپے (2) زمین برقبہ 360 مربع میٹر مالیتی 54 ملین روپے (3) ویگن ٹیوٹا مالیتی پینتیس ملین روپے حق مہر ایک لاکھ ستر ہزار روپے کل جائیداد مالیتی 179.170.000 روپے اس وقت مجھے مبلغ پچاس ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ Ellalaelawaty انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Syarief Ahmadi خاوند موصیہ انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 Ano Suparno s/o Mahmud جابر انڈونیشیا۔

مسل نمبر31367

I Chaerunissa wife of Edi supriyadi

پیشہ خانہ داری عمر 32 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 95-6-19 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر پندرہ گرام طلائی زیورات مالیتی 375.000 روپے اس وقت مجھے مبلغ دو لاکھ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ Chaerunissa انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Edi Supriyadi خاوند موصیہ گواہ شد نمبر2 Lili Suwarli s/o Ajiji انڈونیشیا۔

مسل نمبر31368

I Zaubir Yusuf s/o M Yusuf

پیشہ تجارت عمر 68 سال بیعت 1954ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-12-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) تین عدد سلائی مشین مالیتی ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے نقد ڈیڑھ ملین روپے اس وقت مجھے مبلغ ایک لاکھ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Zubir Yusuf انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Dindin Mujahidin s/o Komar Sihisnam انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 Abdul Azis.A s/o M Adly انڈونیشیا۔

مسل نمبر31369

I Syafaat Supriatna B.A S/o H.basyari Hasan

پیشہ پنشنر ٹیچر عمر61 سال بیعت 1952ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-3-8 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) مکان مع زمین نمبر 705/426 واقع Garut جابر انڈونیشیا مالیتی بیس ملین روپے (2) زمین برقبہ 560 مربع میٹر واقع Garut جابر انڈونیشیا مالیتی بیس ملین روپے (3) کار ٹیوٹا کرولا ماڈل 1973ء مالیتی تین ملین روپے (4) موٹر سائیکل ہنڈا ماڈل 1982ء مالیتی سوا ملین روپے کل جائیداد مالیتی چوالیس ملین دو صد پچاس ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ چار لاکھ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Safaat /Supriatna B.A انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 H.Mohammad Afandi جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 Dikdik Hermaa Taoupiq انڈونیشیا۔

مسل نمبر31370

I Mrs. Acih Sukarsih widow of Mansyur

پیشہ پنشنر عمر68 سال بیعت 1975ء ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-7-15 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان نمبر16 واقع جابر انڈونیشیا مالیتی پانچ ملین روپے اور حق مہر چھ لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ 140,000 روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ Acih Sukarsih جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Atang Mahmud جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 H.Mohammad Affandi جابر انڈونیشیا۔

مسل نمبر31371

I Mrs Jiting Sumartini w/o Ahmad dadi Sakida

پیشہ خانہ داری عمر...... بیعت 1970ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-9-28 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) مکان مع زمین واقع جابر انڈونیشیا مالیتی دس ملین روپے (2) طلائی زیورات وزنی 12 گرام مالیتی تین لاکھ روپے (3) حق مہر اڑھائی لاکھ روپے اور سلائی مشین تیس ہزار روپے کل جائیداد مالیتی دس ملین 580 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 75 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ Jiting Sumartini انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Didi Kantadireja- گواہ شد نمبر2 Undin Holliludin انڈونیشیا

مسل نمبر31372

I Mrs. Irah Lomrah Fauziah wife of Ahmad Ilyas

پیشہ خانہ داری عمر22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-11-16 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) طلائی نیکلس وزنی 10 گرام مالیتی اڑھائی لاکھ روپے (2) طلائی انگوٹھی وزنی دس گرام مالیتی 46 ہزار روپے (3) حق مہر اڑھائی لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ پچاس ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ Irah Lomrah Fauziah انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Ahmad Ilyas انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 Uwen Juwaeni انڈونیشیا۔

مسل نمبر31373

I Yayat Ruhiat son of Karjadinata

پیشہ ملازمت عمر 37 سال بیعت 1980ء ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-4-6 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) زمین 46 مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی پانچ ملین روپے (2) موٹر سائیکل ویسپا مالیتی 5 لاکھ روپے (3) A Chicken House مالیتی تین ملین روپے اور دو سائیکل مالیتی چار لاکھ روپے کل جائیداد آٹھ ملین نو لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ 108'650 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Yayat Ruhiat جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 H.Didi Kantadireja جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 H.Afandi جابر انڈونیشیا۔

مسل نمبر31374

I Mrs. Dralin halina w/o Asep Djoebri

پیشہ ملازمت عمر 54 سال بیعت 1987ء ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-2-3 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ 274.000 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ Dra.Lin Halina جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Mulyana جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 H.Afandi جابر انڈونیشیا۔

مسل نمبر31375

I-Koko Komarudin son of Salihin

پیشہ تجارت عمر 49 سال بیعت 1970ء ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-2-3 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) مکان واقع Garut Jobar انڈونیشیا مالیتی آٹھ ملین روپے (2) کار مالیتی ساڑھے تین ملین روپے (3) مکان واقع Garut جابر انڈونیشیا مالیتی ایک ملین روپے کل جائیداد ساڑھے بارہ ملین روپے اس وقت مجھے مبلغ دو لاکھ روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Koko Komarudin جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر1 Ratih جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 Affundi H.Mohammad جابر انڈونیشیا۔

مسل نمبر31376

I Mrs Maryati wife of Wargadin

پیشہ خانہ داری عمر 69 سال بیعت 1946ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 96-2-3 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زمین برقبہ چودہ سو مربع میٹر واقع Garut جابر انڈونیشیا مالیتی دس ملین روپے اور حق مہر پانچ لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ چالیس ہزار روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ Maryati جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر1
Warga udin جابر انڈونیشیا گواہ شد نمبر2
H.Afandi جابر انڈونیشیا۔

بقیہ صفحہ 3

ہیں۔ مگر حیوانوں میں عقل نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے محبت جسے اخلاق میں شمار کیا جاتا ہے پائی جاتی ہے اس لئے معلوم ہوا عقل، شہوت اور غصہ اخلاق کا منبع نہیں ورنہ حیوانوں میں کوئی خلق نہ پایا جاتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ان بابرکت ارشادات کی روشنی میں چلنے کی توفیق عطا کرے۔ اور یہ سب باتیں اختیار کرنے والے بنیں۔ آمین۔

○○○

بقیہ صفحہ 5

"غصہ بعض دفعہ دماغ کو پاگل کر دیتا ہے۔ اور غصے میں انسان جو اقدام کر بیٹھتا ہے بعض دفعہ ساری عمر پچھتاتا ہے اور پھر بھی اس کا صحیح ازالہ نہیں کر سکتا...... پھر قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن غصے کی بے وقوفی کا جو داغ ہے وہ مٹتا نہیں پھر قتل معاف تو ہو جاتے ہیں لیکن وہ داغ اپنے سینے سے نہیں مٹتا...... غصہ انسان کو شیطانی افعال پر مجبور کر دیتا ہے اور وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا...... چنانچہ غصہ کی حالت میں جو حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ جب ان پر کارروائیاں ہوں تو پھر اکثر یہ ملوث لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹے گواہ بناتے ہیں۔ جھوٹے بہانے بناتے ہیں۔ نفس ان کا الجھا رہتا ہے کہ اب میں کیا ترکیب کروں گا جس کے نتیجہ میں اپنے فعل کی زد سے بچ سکوں اور ساری سوسائٹی گندی ہو جاتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9۔ دسمبر 1994ء)

پس معلوم ہوا کہ غصہ ایک شیطانی فعل ہے۔ جس سے بچنے کے لئے ہمیں خدا کی پناہ درکار ہے اور جب ایک انسان خدا کی پناہ میں آتا ہے تو خدا اسے ایسی ہمت عطا کرتا ہے کہ وہ ہر موقعہ پر تنگ نظری کی بجائے دل کی وسعت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور یہی وسعت قلبی ہے جس کی بدولت پھر ہر غصہ دلانے والی بات خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتی اور اسے بالکل معمولی خیال کر کے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جس شخص کو یہ نعمت ہاتھ آ جائے وہ ہمیشہ دوسروں کے قصور معاف کرتا رہتا ہے اور سب کے ساتھ ہمدردی اور محبت سے پیش آتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ بھی پھر اس کے ساتھ ایسا محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہیں کہ دنیا میں انہوں نے کسی سے ایسا پیار نہیں کیا ہوتا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اس بارہ میں جماعت کے تمام افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔"

(ملفوظات جلد نمبر9 ص 74)

آپ نے ایک اور موقعہ پر جماعت کو صبر و تحمل اور حوصلہ کی تلقین ان الفاظ میں بھی فرمائی کہ۔

"ہر ایک سختی کو برداشت کرو' ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا کہ آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جائے۔"

(روحانی خزائن جلد 19 ص 367)

پھر فرمایا کہ۔

"جوش کے وقت اپنے آپ کو سنبھالنا چاہئے۔ دکھ تو ہوتا ہے مگر انسان ثواب پاتا ہے۔ اگر کوئی ہمیں برا کہتا ہے تو وہاں سے اٹھ گئے یا الگ ہو گئے۔ نہ سنا کہ جس سے جوش آوے اور فساد ہووے۔"

(ملفوظات جلد 3 ص 354)

پس حقیقی ہمت تبھی میسر آ سکتی ہے اگر ہم اپنے اندر تحمل اور بردباری پیدا کریں۔ اور یہ باتیں حوصلہ کی وسعت سے جنم لیتی ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے یہ نعمت عطا کی ہے وہ تو لازماً حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان نصائح پر عمل پیرا ہوں گے۔ لیکن جو اس خوبی سے محروم ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی وسعت حوصلہ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

○○○

بقیہ صفحہ 1

بھی نہ ہوگا۔ اور محض خدا کے لئے اس کام کو کرے گا۔ تو خدا تعالیٰ اس نیک نیتی کے باعث اس کو اس نیک کام کے سرانجام دینے کی توفیق دے گا۔ اور خدا آپ اس کو ہمت دے گا۔ اور اس کی طرف سے نصرت اس کا ہاتھ بٹانے کے لئے آئے گی۔

دیکھو ابو عبیدہ اس کام سے انکار نہیں کرتا جس پر اسے متعین کیا جاتا ہے۔ اور ابو عبیدہ وہ شخص ہے جسے امین تو کہہ سکتے ہیں' لیکن امت کا سپاہی اور جری نہیں کہہ سکتے۔ جیسے کہ خالد بن ولید کو کہہ سکتے ہیں۔ مگر ابو عبیدہ سے جو کام ہوا۔ وہ خالد سے نہیں ہوا۔ اس لئے نہیں کہ وہ اہل تھے یا اپنے آپ کو اس کام کا اہل جانتے تھے۔ بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اس کام کو خدا کے لئے اپنے ذمہ لیا تھا۔ اور خدا کے مقرر کردہ انتظام کے ماتحت لیا تھا۔ اس لئے خدا نے ان کی مدد کی۔ اور ان کے ذریعہ نہایت عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو خدا کے لئے اٹھتا ہے۔ خدا اس کی مدد فرماتا ہے۔

تو ایک موقع پر دنیاوی حکومتوں میں ڈپٹی۔ نائب تحصیلدار۔ تحصیلدار۔ کلرک کو اجازت ہے کہ وہ استعفیٰ دیدیں مگر دین کے انتظام میں عذر کا موقع نہیں ہے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ اس کے دل پر زنگ بیٹھ جاتا ہے۔ پھر جب وہ دوسری دفعہ انکار کرتا ہے۔ تو دوسرا سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ پھر جب تیسری دفعہ انکار کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگ جاتا ہے حتی کہ ایک وقت آتا ہے کہ اس شخص کا یہ بار بار کا انکار اس کو ایمان سے محروم کر دیتا ہے۔ پس جتنا وہ انکار کرتا ہے اتنا ہی اس کا ایمان مرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھنے کی توفیق دے اور وہ اطاعت پیدا کرے۔ جو وہ اپنے بندوں میں چاہتا ہے کہ پیدا ہو۔ آمین

(از خطبہ 10 اکتوبر 1919ء)

○○○

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم وحید احمد ناصر کارکن نظارت اشاعت کا بھتیجا، عمر سوا دو سال گذشتہ ایک ہفتہ سے بخار کی وجہ سے بیمار ہے۔ اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہے۔ بچہ اللہ کے فضل سے وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ بچے کی مکمل صحت یابی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ مکرم شیخ بشارت احمد صاحب سابق قائد مجلس وحدت کالونی اور ناظم اصلاح و ارشاد خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 9-نومبر 1997ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام صالحہ احمد تجویز ہوا ہے۔ یہ بچی مکرم ملک اقبال احمد صاحب اعوان چونڈہ کی نواسی اور شیخ صالح محمد صاحب کی پوتی ہے۔ احباب سے بچی کے نیک اور خادمہ دین ہونے کی درخواست دعا ہے۔

تلاش گمشدہ

○ میرا بیٹا موعود احمد جو مٹھو کے نام سے مشہور ہے کو ایک آدمی 97-11-18 کو ربوہ سے موضع رتہ بالا نزد منڈی شاہ جیونہ تھانہ قادر پور جھنگ لے گیا۔ وہاں سے بقول ان کے وہ 97-11-23 کو کہیں چلا گیا۔ جس کا تا حال کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ جس کی وجہ سے ہم سخت پریشان ہیں۔ مٹھو کا حلیہ حسب ذیل ہے۔ سر قدرے چھوٹا' قد لمبا' رنگ گندمی' عمر 26/27 سال' جسم درمیانہ' شلوار قمیض دھاری دار کھدر کی برنگ بھورا اور بازو والا سویٹر بزنگ نیوی بلو پہنے ہوئے تھا۔ پاؤں میں سیاہ رنگ کے تسمے والے بوٹ ہیں۔ اگر کسی دوست کو ملے تو درج ذیل ایڈریس پر اطلاع دیں۔ ممنون ہوں گا۔

رشید احمد کارکن دفتر امور عامہ
کوارٹر نمبر 147 صدر انجمن احمدیہ ربوہ
فون نمبر 211116

آپ کا خط ملا

○ 21-نومبر 97ء کو بھائی جان پروفیسر عبد السلام کی پہلی برسی تھی۔ ٹریسٹ اٹلی میں ان کی یاد میں ایک بہت بڑا پروگرام بنایا گیا۔ اس موقع پر عظیم سائنس دان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے ادارہ انٹرنیشنل سنٹر برائے نظریاتی طبیعات کا نام تبدیل کر کے یہ نام رکھا ہے۔

The Abdul Salam International Centre for Theoretical Physics.

عبد الحمید ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام شہناز کی بجائے شہناز شکور رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

شہناز شکور اہلیہ جمیل احمد ساجد
8/7 دار الیمن وسطی ربوہ

اعلان قضاء بورڈ-یوکے

○ مکرمہ طلعت احمد بابت ترکہ مکرم نفاست احمد چوہدری صاحب

مکرم طلعت احمد صاحبہ آف 25 مانزیل سٹریٹ مانچسٹر نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند نفاست احمد چوہدری صاحب کا اکتوبر 1994ء میں انتقال ہوا تھا۔ ان کے ترکہ میں 15.368 پونڈز کی رقم جو کاروبار میں منافع کے بعد کل رقم 19380 پونڈز بنتی ہے۔ اس رقم کو احکام دینیہ کے مطابق تقسیم کا فیصلہ کر دیا جائے۔ دیگر ورثاء یہ ہیں۔

1۔ نثار احمد (پسر)
2۔ خرمہ نفاست (دختر)
3۔ نبیلہ نفاست (دختر)
4۔ بشارات احمد صاحب مڈل سیکس برطانیہ (برادر)
5۔ سعادت احمد صاحب لاہور پاکستان (برادر)
6۔ صباحت احمد صاحب ہنسلو برطانیہ (برادر)
7۔ آنسہ جمیل صاحبہ ہنسلو برطانیہ (برادر)
8۔ نعیمہ جمیل صاحبہ لاس اینجلس امریکہ (ہمشیرہ)
9۔ آصفہ گلزار صاحبہ ورجینیا امریکہ (ہمشیرہ)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر قضا بورڈ یوکے کو اطلاع دیں۔

(ناظم قضا بورڈ یوکے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: 2- دسمبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 11 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری کو چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ نے ایک خط میں لکھا ہے کہ حکمران مارشل لاء اور ضیاء الحق کی پیداوار ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خود کو خدا سمجھنے والوں کا انجام بھی ضیاء الحق سے مختلف نہیں ہوتا۔ اب تو مینڈیٹ دلوانے والے بھی حیران ہیں کہ کیا مینڈیٹ اس لئے دلوایا تھا کہ ہمارے ہی گریبان پر ہاتھ ڈالیں حکمران مغل شہزادے ہیں۔ ملکی خزانہ عیاشیوں کی نذر ہوتا نظر آتا ہے۔ اقتدار کی کرسی پر براجمان "شریفوں" نے اپنی "نوازنے" کی پالیسی کے تحت ہر ریاستی ادارے میں دھڑا پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ نواز شریف۔ شہباز شریف اور مشاہد حسین نے ڈھٹائی دکھاتے ہوئے کہا ہے کہ حملہ آوروں کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ سیف الرحمان۔ خواجہ سعد۔ اختر رسول اور طارق کا تعلق کس جماعت سے ہے؟

○ ایوان صدر کے ترجمان نے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے 30۔ نومبر 97ء کو قوم سے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وزیراعظم نے خصوصاً سپریم کورٹ میں پیش معاملات کے حوالے سے صدر مملکت پر حکومت کے خلاف سازش کا الزام عائد کیا ہے۔ عوام بخوبی جانتے ہیں کہ صدر مملکت نے ہمیشہ عدلیہ کا احترام کیا ہے۔ اور اس کی آزادی اور تقدس کے احترام کے لئے مسلسل جدوجہد کی ہے۔ حالیہ آئینی بحران میں حکومت کو اس کے پیدا کردہ بحران سے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ اب جبکہ سپریم کورٹ کو متحد کرنے اور اس کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ایسے موقع پر وزیراعظم کے خطاب پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف کی صدارت میں ہونے والے وفاقی کابینہ کے اجلاس میں صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری کے مواخذے کا فیصلہ اتفاق رائے سے کرلیا گیا ہے وقت کا تعین وزیراعظم کریں گے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے ایوان صدر میں صدر فاروق احمد خان لغاری سے طویل ملاقات کی ہے قابل اعتماد ذرائع کے مطابق دونوں رہنماؤں میں ملک کی تازہ ترین صورت حال پر تبادلہ خیال ہوا۔ وزیراعظم کے قوم سے خطاب اور چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ کے خط پر بھی بات چیت ہوئی۔

○ سپریم کورٹ بار کی کوششوں سے 17 ججوں میں سوا گھنٹے کے مذاکرات بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکے۔ پیر کو سارا دن سرگرمیاں جاری رہیں کوئی عدالت نہ لگ سکی۔ سپریم کورٹ کے دونوں گروپوں کی طرف سے احکامات جاری اور منسوخ ہوتے رہے۔ جسٹس سعید الزمان صدیقی کی طرف سے 15 ججوں کے فل کورٹ اجلاس کے لئے کاز لسٹ جاری کرنے کا حکم دیا گیا جسے چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے رکوادیا اور سرکٹ بنچ توڑ کر 3 نئے بنچ بنانے کا حکم دیا۔ وکلاء کے نمائندوں نے پہلے جسٹس سجاد علی شاہ سے ملاقات کی۔ اور بعد میں جسٹس صدیقی سے ملاقات کی اور تجویز دی کہ 17 جج صاحبان بیٹھ کر باہمی تنازعہ حل کریں۔ 17 ججوں نے کمیٹی روم میں مذاکرات کئے جن کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔

○ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر عابد حسن منٹو نے کہا ہے کہ ادارے آئینی حدود میں رہ کر کام کریں۔ ایک دوسرے کے اختیارات استعمال کرنے سے باز رہیں۔ ایک دوسرے کی کمزوریوں سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ پہلے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کو منایا گیا پھر باقی جج صاحبان کو منایا سترہ ججوں نے مان کر عدالتی کارروائی روک دی۔ ہم نے سب کو چائے پر بلایا تو جسٹس سجاد نے کہا کہ برادر ججوں اور آپ کو میں دعوت دیتا ہوں وکلاء کے وفد نے معزز جج صاحبان پر واضح کیا کہ داخلی مسائل اور اختلافات سے سپریم کورٹ کا تقدس مجروح ہو رہا ہے۔ عابد حسن منٹو نے کہا ہم نہیں کہہ سکتے۔ موجودہ حالات میں کون غلط اور کون صحیح ہے۔ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن جسٹس سید سجاد علی شاہ کو چیف جسٹس تسلیم کرتی ہے۔

○ سپریم کورٹ بار۔ پنجاب بار اور پاکستان بار کے 15 نمائندوں نے بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے چیف جسٹس سجاد علی شاہ اور جسٹس صدیقی سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں۔ بار کے نمائندوں نے ججوں پر واضح کیا کہ دو متوازی عدالتیں قائم نہیں ہونے دیں گے۔ جسٹس صدیقی نے وکلاء نمائندگان سے سخت رویہ اختیار کیا۔ تاہم اپنے ہم خیال ججوں کے مشورہ کے بعد مل بیٹھنے پر آمادہ ہوگئے۔ 17 جج صاحبان کے کے غیر رسمی اجلاس کے بعد بریفنگ دیتے ہوئے سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر عابد حسن منٹو نے کہا آج کوئی عدالت نہیں لگے گی۔ چیف جسٹس نے تجویز کی حمایت کی اس طرح پیر کے روزنہ فل کورٹ اجلاس ہوا اور نہ کسی دوسرے مقدمے کی سماعت ہوئی۔

○ موجودہ بحران کے حوالے سے فوج کو کیا کردار ادا کرنا چاہئے کے سوال پر ریٹائر فوجی ماہرین نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ ریٹائر ایئر کموڈور طارق مجید نے کہا ہے کہ موجودہ صورت حال میں فوج کا کردار ضروری ہو گیا ہے۔ اس وقت آئین کا ستیاناس کر دیا گیا ہے۔ آئین کو ایک طرح معطل کر دیا گیا ہے۔ آئین کی خلاف ورزیاں کی گئی ہیں۔ فوج کو اس وقت سپریم کورٹ کے وقار کو بحال کرنے میں مدد کرنی چاہئے۔ ریٹائرڈ جنرل کے ایم اظہر نے کہا کہ سیاست میں فوج کو ملوث کیا گیا تو دفاع پر اثر پڑے گا۔ فوج کے دو کردار ہیں۔ پہلا ملکی دفاع اور دوسرا یہ کہ سول پاورز کی مشکل کے وقت مدد کرنا۔ ڈی سی بھی فوج سے مدد حاصل کر سکتا ہے۔ ریٹائرڈ ائر مارشل ظفر چوہدری نے کہا کہ سیاست میں فوج کا کوئی کردار نہیں ہے۔ لیکن حکمرانوں نے خود ہی آرمی چیف کو بلوایا اور کہا کہ ہماری مدد کریں۔ فوج دخل اندازی نہیں کر رہی۔ فوج کو دعوت دی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی مدد کرنا فوج کے فرائض میں شامل ہے۔ اس وقت پتہ نہیں چل رہا کہ سول حکومت کونسی ہے۔ سپریم کورٹ کون ہے۔ کونسا صدر ہے۔ صدر آرمڈ فورسز کے چیف ہیں۔ بہرحال صدر کا حکم چلتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت صورت حال انتہائی سنگین ہے کہ اخبار کر پڑھ کر رونا آتا ہے۔ ایئر مارشل (ر) اصغر خان نے کہا ہے کہ فوج غیر جانبدار ہے مارشل لاء کا کوئی امکان نہیں ہے۔

○ پاکستان بار کونسل کی اپیل پر ملک بھر کی عدالتوں میں وکلاء نے سپریم کورٹ میں ہلڑبازی کے خلاف اور آئین کی بالادستی اور عدلیہ کے تحفظ کے حق میں ہڑتال کی۔

○ انجمن تاجران آل پاکستان اور انجمن تاجران آل پنجاب نے کہا ہے کہ اگر نواز شریف کو ہٹایا گیا تو ملک گیر ہڑتال کریں گے۔ اور ٹیکس دینا بند کردیں گے۔

○ نواب اکبر بگٹی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ حکومت نے کسی فیصلے پر ہمیں اعتماد میں نہیں لیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سیاسی بحران سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے۔ تاریخ میں پہلی بار جج صاحبان کو سپریم کورٹ میں غنڈہ گردی کر کے سماعت سے روکا گیا۔

○ سپریم کورٹ پر مسلح کمانڈوز کا پہرا لگا دیا گیا ہے۔ جگہ جگہ ناکے ہیں۔ 15۔ افراد کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اسلام آباد کی انتظامیہ اور پولیس کو فری ہینڈ دے دیا گیا ہے۔ ارکان پارلیمنٹ کو بھی عدالت عظمیٰ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ اراکین پارلیمنٹ اور پولیس کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔

○ باعتماد ذرائع کے مطابق صدر فاروق لغاری کی جگہ قومی اسمبلی کے سپیکر الٰہی بخش سومرو کو نیا صدر بنانے کی منصوبہ بندی کرلی گئی ہے۔

○ جماعت اسلامی کے رہنما حافظ سلمان بٹ نے کہا ہے کہ بے نظیر کو مرد اول اور نواز شریف کو والد اول نے نقصان پہنچایا۔ موجودہ صورت حال میں ہم ہی واحد "چوائس" ہیں۔ ہم نے اقتدار سنبھالنے کے لئے ہوم ورک کرلیا ہے۔ عوامی مسائل کا حل قاضی حسین احمد کے پاس ہے۔

○ لاہور سے میانوالی جانے والی بس کو پنڈی بھٹیاں کے قریب ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ مسافروں اور کنڈیکٹر سے نقدی اور سامان لے کر فرار ہوگئے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے صدر فاروق لغاری سے ملاقات کی اور ان سے موجودہ سیاسی اور آئینی بحران کے متعلق بات چیت کی۔ اس ملاقات کے دوران جنرل جہانگیر کرامت نے صدر سے کہا کہ وہ استعفیٰ کے خیال کو دل سے نکال دیں کیونکہ اس طرح یہ بحران اور زیادہ گھمبیر ہو جائے گا۔ اس سے پہلے اطلاع ملی تھی کہ صدر نے کہا ہے کہ اگر یہ بحران ان کے استعفیٰ سے حل ہو سکتا ہے تو وہ اس کے لئے تیار ہیں۔

ہر قسم کی بیماریوں کے علاج کیلئے
فون 213261
ایم اے
پروفیسر سعید اللہ خان ہومیو ڈاکٹر
1/39 محلہ دارالفضل ربوہ فون 213207

ایک دام
ہر قسم کی لیڈیز جینٹس کی بہترین ورائٹی کا مرکز
واحد کلام
ماڈرن کلاتھ ڈپو MC D
ٹرانسفارمر چوک صادق آباد راولپنڈی
پروپرائیٹر: حضور احمد
فون دکان 410416
رہائش 428830

ڈائمنڈ فوم کے گدے گدیاں سرہانے اور تکیے کمپنی ریٹ پر دستیاب ہیں
ریلوے روڈ
ڈیلر: حسان فوم سنٹر ربوہ
211460

ہر قسم کی ملکی اور غیر ملکی ہومیو ادویات تھوک اور پرچون کا مرکز
ایف بی ڈسٹری بیوٹرز
راجیکی روڈ ربوہ
فون: 766

کرم فرماؤں کیلئے اطلاع
میاں نسیم احمد طاہر صاحب جرمنی سے واپس آگئے ہیں۔ اور دوکان پر خود موجود ہیں
نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان 212837
گھر 212175